

دوسری قسط

ہندو تہذیب اور مسلمان

از: ڈاکٹر محمد عمر صاحب

استاد تاریخ جامعہ طبعہ اسلامیہ نئی دہلی

پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں:

”اس معرکہ میں مذہبی رواداری کا ایک بے پایاں جذبہ سمٹ آیا ہے۔ ایک ایسے قوم میں
جب مسلمانوں کا سیاسی اقتدار اپنے نصف النہار تک پہنچ گیا تھا، ایک مذہبی پیشوا کا یہ پہلا سامعہ
ارشاد صرف مذہبی رواداری کا ہی نہیں بلکہ ایک ایسی فکر کا بھی آئینہ دار ہے جس نے ہندوستان کی
تہذیب کے جلوہ صدر نگ ”گو سچ لپا ہر“ اور جو یہاں کے تہذیبی نقشہ میں ہر دین کے تہذیب کا گہ کیلئے کے قیام
یہ شیخ نظام الدین اولیاء کا اثر ہی تھا کہ امیر خسرو اپنی مذہبی رواداری کی وجہ سے مسلمانوں کی
فکر میں بہت ہر دست تھے امیر خسرو خود اس بات کی تصدیق اپنے ذیل کے شعر میں کرتے ہیں۔

خلقی گوید کہ خسرو بہت پرستی می کند آری آری کی کہیا خلق و مال ہمار

شعوی دہریہ میں امیر خسرو نے ہندو مذہب اولیاء کے نام کے بارے میں جو اظہار کیے کیا ہے اس سے اس دھڑکی مذہبی
رواداری کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ امیر خسرو نے بہت ہی سچی چہرے ہوئے جذبہ کو سمجھنے کی کوشش کی ہے اور کہا ہے۔

اے کہ نہایت طعنہ پر ہندو بری ہم زوے آموز پرستش گری

نہ سلطان دہلی کے مذہبی رجحانات۔ از پروفیسر خلیق احمد نظامی دہلی ۱۹۵۸ء ص ۳۰۷ ایک مرتبہ کسی شخص نے شیخ
نظام الدین اولیاء سے دریافت کیا کہ ایک ہندو ہے جو کلمہ پڑھتا ہے اور رسالت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا کمال ہے لیکن جب آپ پرانے کے لوگوں سے ملتا ہے تو اس بات سے انکار کرتا ہے اور مسلمانوں کو آتے ہوئے دیکھ کر چپ
چھپا کر اپنے غصہ (یعنی تعزیر) کہ اس صورت میں مسلمانوں کا اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے۔ چاہے تقدیر کو کسے چاہے کچھ نہ
اور یہ کہ کیا کہیں ہندو عورتیں کہ اسلام ہی چاہیں لیکن سلطان نہیں ہستہ ارشاد محبوب دار و دار محمد فرما لہذا انھوں نے ۱۰۰۰

اسلامی تصوف کے اثر سے ہندوستان میں ایک روحانی تحریک وجود میں آئی اور اس ملک کے گوشے گوشے میں ہندو مبلغین اور مصلحین پیدا ہو گئے اور دیکھ نہ سب کی خرابیوں اور کمزوریوں کو دور کرنے کا نعرہ بلند کیا۔ ڈاکٹر تارا چند نے لکھا ہے۔

”اسلام کے اثر سے ہندو قوم میں مبلغوں کا ایک گروہ پیدا ہوا اور انھوں نے بھی اسی کام کو اپنا فرض اولین سمجھا جو مسلم صوفی کر سبے تھے جہاں اشرا، گجرات، پنجاب، ہندوستان اور بنگال میں مصلحین تھے چودھویں صدی عیسوی سے عمرائے ہندوستان کے قدیمی مذہب کی کچھ باتوں پر عمل کرنا چھوڑ دیا اور کچھ باتوں پر عمل کرنے پر زور دیا اور اس طرح ہندوؤں اور مسلمانوں کے عقائد میں یکسانیت پیدا کرنے کی کوشش کی ان مبلغوں میں کبیر داس، گرو نانک اور چیتنیا جہا پریمو قابل ذکر ہیں۔

ان بھگتوں نے ہندو اور مسلم دھرم کی تنقید سخت الفاظوں میں کی اور فرقہ وارانہ نزاع کی مذمت کا ذات پات کی تفریق کو زبردستی اور یہ اعلان کیا کہ جو شخص بھی عبادت کرے گا اسے نجات مل سکتی ہے اس کے

نہ *INFLUENCE OF ISLAM ON INDIAN CULTURE: A 137*

۱۴ حالانکہ کبیر کے سال پیدائش کے بارے میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے مگر بقول ڈاکٹر تارا چند کبیر ۱۴۶۹ء میں پیدا ہوا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا جنم ایک بیوہ برہمنی کے گھریں سے ہوا تھا اس عورت نے لوک نات کے خوف سے اس معصوم بچے کو بتائے کے ایک تالاب کے کنارے پر ڈال دیا تھا۔ اتفاق سے یہ رونما ہو گیا کہ کبیر کا دھرم گزر ہوا اور وہ اس بچے کو اٹھا لیا۔ اس طرح کبیر کی پرورش نیر دا اور اس کی نیما کے ہاتھوں ہوئی۔ کبیر نے اپنا گہن ایک مسلمان کے گھر میں بتایا جو بہت غریب تھا اور اس کی تعلیم و تربیت کا انتظام نہیں کر سکتا تھا۔ مختصر یہ کہ کبیر نے پیشہ بانی اختیار کیا اس نے اپنے ہندو ہند مذہب اور ہندو مذہب کا کٹر کٹر تھا۔ اس ماحول کے اثر اور فلاح طبیعت کی وجہ سے اس نے بہت جلد ہندو مسلم مذہب سے واقفیت حاصل کر لی۔ روحانی ارتقاء کی غرض سے وہ راتیں کامرہ پوجا بنداز میں اس نے ہندو بھگتوں اور مسلم صوفیوں سے روحانی تربیت حاصل کی۔ اس کے بعد اس نے ہندو اور مسلم مذہب پر سخت تنقید شروع کی اور ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی جس کا مقصد انسانوں میں بلا تفریق مذہب محبت اور اخوت ہے۔ علامہ کبیر نے روحانی خدمت کی اور روحانی تعلیم پر زور دیا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ ہندو اور مسلم (باقی حاشیہ) (مترجم)

بہاں دی

۱۸۳

بہاری لہجات اور برہمنوں کی مدد کی ضرورت نہیں ہے انھوں نے خلوص نیت سے خدائی عبادت
نے، نئی نوع انسان کے بھائی بھائی ہونے کی تعلیم دی اور اس طرح ہندوؤں اور مسلمانوں کے
درمیان مذہبی کشیدگی کو دور کرنے میں بڑی حد تک کامیابی حاصل کی۔

(بقیہ ماہیہ صفحہ ۱۸۳) دونوں نے اس کے ہاتھ بہت کی اور اس کے مریدوں کا گروہ کثیر بنتی چلا تا ہے۔ جتھیکہ
لیبر نے ہندوؤں اور مسلمانوں میں آپسی اتحاد اور یگانگت پیدا کرنے کی کوشش کی اور بڑی حد تک کامیابی
حاصل کی۔ برائے تفصیل ملاحظہ ہو۔

Influence of Islam on Indian culture: pp 145-165

ہفت تماش (فارسی) ص ۵۴-۵۸

سنے تلونڈی نامی گاؤں (پنجاب) میں گرونانک ^{۱۴۶۹} میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام مہتا کا لوچند تھا جو اس
گاؤں کے زمیندار رائے بر کے خزانچی تھے۔ سات سال کی عمر میں ابتدائی تعلیم شروع ہوئی۔ ہندی اور سنسکرت
کی تعلیم کے بعد ملاقطب الدین سے فارسی پڑھی۔ بعد ازیں ناک کوٹگریو کاموں میں لگایا گیا مگر اس کے بے توجہی سے
والد کوٹری ماری ہوئی لہذا اسے مسکاری لوکریہ لگایا گیا مگر یہاں بھی فرائض کی انجام دہی میں غفلت کی وجہ سے اسے
برخواست کر دیا گیا۔ اس کے بعد نانک نے ترک دنیا کر کے مسلم صوفیوں اور ہندو بھگتوں سے روحانی ارتقاء کی
تعلیم حاصل کی اور ہندوستان کے زیارت السنحالوں کی سیاحت کی۔ کہا جاتا ہے کہ وہ لٹکا، فلیس اور عرب کے
لوگوں میں بھی گئے۔ آخر میں پنجاب میں آکر ہندوؤں اور مسلمانوں میں یگانگت اور جذباتی ہم آہنگی پیدا کرنے کی
کوشش میں لگ گئے۔ گرونانک سکھ مذہب کے بانی تھے۔ ۱۵۳۹ء میں ان کا انتقال ہوا۔

برائے تفصیل ملاحظہ ہو۔ دبستان مذاہب (لول کشور) ص ۲۲۳-۲۲۰، ہفت تماش (فارسی) ص ۱۴۵-۱۴۷

ص ۵۱-۵۵

Influence of Islam on Indian culture: pp 256-277

سنے لٹکا نام دس بھوتنا اور ترک دنیا کے بعد جیتنا لقب اختیار کیا۔ نوادہ (بگال) میں لٹکا میں
(بقیہ ماہیہ صفحہ ۱۸۳)

۳۹

ایک طرف مسلم صوفیائے کرام اور شاخ اور دوسری طرف ہندو سبکتوں، مصلیوں اور سنیوں کی
 اشتباہی کششوں اور جدوجہد کا نتیجہ اگر بادشاہ کے دین الہی کے روپ میں ظاہر ہوا۔ ان کی فکر تازہ پس نے
 کبھی حید کے اہل کی مذہبی اور سماجی تحریکوں کا جائزہ لے کر ان کے پس منظر میں یہ نتیجہ نکالا ہے:
 ”اگر کاوین الہی ایک ایسے مطلق انسان بادشاہ کی ذاتی اختراع نہ تھا کہ جس کے قبضہ اقتدار میں اتنی طاقت
 تھی کہ وہ اتنا تک نہیں جانتا تھا کہ اس کا استعمال کس طرح کیا جائے بلکہ (دین الہی) ان طاقتوں کا مجموعہ
 نتیجہ تھا جو ہندوستان کے سینے میں لہریں مار رہی تھیں اور کیر جیسے بزرگوں کی تعلیمات میں جن کا مظاہرہ
 ہوتا تھا۔ ان کوششوں کے راستے میں حالات زمانہ مزاحم ہو رہے تھے لیکن آج بھی امر ناگزیر ہے اور
 مذہب اسی منزل کی طرف اشارہ کر رہا ہے“

اگر بادشاہ نہ ہی خود کو مسلمانوں کا نمائندہ سمجھتا تھا اور نہ ہی اسلام کی نشر و اشاعت کو اپنا نصب العین
 یا ل کرتا تھا۔ پہلے وہ ایک بادشاہ اور حکمران تھا اور اس کے بعد وہ ایک مسلمان۔ وہ اپنے ملک کے باشندوں
 لے مذہبی تفرقہ افراغری اور من و تو کے جھگڑے کا بالکل خاتمہ کرنا چاہتا تھا۔ وہ ملک کے تمام باشندوں کو

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۹ سال کی عمر میں ان کی شادی ہوئی اور
 انہوں نے اپنا اسکول کھولا۔ گیا میں ان کی ملاقات ایسور پری سے ہوئی جو مادھا دند ر ہندی کے چیلے تھے
 چیتیان کے چیلے ہو گئے اور دیشنو دھرم اپنا لیا اپنے اسکول میں انہوں نے کرشن بھگوان کی تعلیمات کی
 کی اور بھگتی کی تبلیغ کی ان کے اثر سے تھوڑے ہی دنوں میں ان تعلیمات کا عام چرچا ہو گیا اور خاص و عام
 ان کے ہاتھوں پر سمیت کی۔ ان کی وفات ۱۹۴۷ء میں ہوئی۔

برائے تفصیل: ملاحظہ ہو۔ Dr. Sukumar Sen:

History of Bengali literature (Sahitya
 Academy, New Delhi) pp 84-93-

Influence of Islam on Indian culture (۱۹۵۷ء)

اس زمیں کی موت سے نیرنگ ہستی زندہ ہے
 اٹھ کر تیرے زخم کی خاطر میں لایا ہوں نمک
 پھینک دے جامِ شکستہ بھوڑے ریخِ فدک
 اور رکھ دے ہاتھ سے کہیں وعدات کا علم
 ہے یہی اس عالمِ اسباب میں تفسیرِ غم
 تو تو بزمِ علم ہے۔

کیوں تو حرکاتِ لساں کی الجھنوں میں بھنس گئی؟
 یوں لکھو یا وؤں لکھو کی پستیوں میں دھنس گئی؟
 اٹھ اور اپنے خونِ دل کا تاجِ زرین کر قبول
 گردشِ چرخِ کہن کے مست گہوارہ میں بھول
 وقت: میں نے سچ آپ پر خا کے بنائے سیکروں!
 یہ بنانا اور مٹانا معنیِ رقا رہے!
 جو ترا آزار ہے،
 وہ مجھ کا رہے!
 ایک ہی جھوٹے سے جو گر جائے وہ سن ہی نہیں!
 ”جو غزاں ناویدہ ہو بل وہ بے بل ہی نہیں“

سہیلیاں! خونِ دل میں خراب رہتے ہیں!
 ہم غمِ آرزو میں بہتے ہیں!
 حسرتوں کا بنا کے گلہ ستہ
 تندیِ آسان ستے ہیں!
 ظلم کے خواب رفتہ کی تعبیر

ہو جاتی ہے۔

”درنظاہر ہے کہ کسی دین و مذہب میں کوئی خاص خصوصیت نہیں۔ ایک ہی دلائیرخص ہے جو انسان

طریقوں پر جلوہ آرائیاں کر رہا ہے۔“

”حقیقت یہ ہے کہ وجود کی ایک ہی وسیع چادر پھیلی ہوئی ہے جس پر طرح طرح کے نقش و نگار بنائے گئے ہیں۔ ایک شخص نفس کی توہین کو اپنا طبع نظر جانتا ہے اور دوسرا اہل عالم کی انگیزی کو خود اپنی حفاظت خیال کرتا ہے اس طرح ہر گروہ اپنے اپنے عقائد کی گرم بازاری کرتا اور خواب و خیال میں مسرور و شاد

نظر آتا ہے۔

لیکن جب انسان اپنی ان عادات کو ترک کرتا ہے اور اس بے رنگی کی ہر انگیزش خائیں بھرتی ہیں تو اس کی آنکھیں کھل جاتی ہیں اور تقلید کا شیرازہ بکھر کر تار تار ہو جاتا ہے۔

ظاہر ہے کہ دانائی کی مشعل ہر گھر میں روشن نہیں ہوتی اور ہر دل اس مہارک تنویر سے متورق نہیں ہوتا۔

اگر اتفاق سے کوئی قلب ان رموز و اسرار سے آگاہ ہوتا ہے تو وہ جاہل و بدذوق افراد سے ڈرتا اور اپنی جان کے خوف سے ان حقائق کو زبان پر نہیں لاسکتا۔

اگر کوئی درد آشنا قلب مجبوراً ان اسرار کو ظاہر کرتا ہے تو کم فہم سعادت پذیر افراد اس کو یوازیہ کہہ کر اس کے قول کا اعتبار نہیں کرتے اور بد مشرت نالائق اس کو کافر و ملحد کہہ کر اس کی زندگی کا نامہ کو تیرا لیں جب نئی نوع انسان کی بلند کا طالع کا وقت آتا ہے اور مشیت الہی یہ ہوتی ہے کہ زمانہ کو ہر ایک کے مہارک آثار و برکات سے مستفید ہو تو فرمانروائے وقت کو اسرار یک رنگی سے آشنا کیا جاتا ہے اور بادشاہ کی ذات ظاہری حکمرانی کے علاوہ باطنی ہر نہائی بھی کرتی ہے۔

بیکسی ممکن واسطے کے لوہا گاہی کی شمع فرمانروائے قلب میں روشن ہو جاتی ہے اور صوفیہ دل سے دوتی کے نقوش حرف باطل کی طرح مٹ جاتے ہیں۔

اس عالم میں ہر جگہ یہ بلند پایہ ہستی کثرت میں وحدت کا جلوہ دیکھتی اور شادی و غم و رنج و مصیبت

جنہاں سے بڑا ہو کر عجب خوشگوار اور باوقار زندگی بسر کرتی ہے۔

حضرت کے قلب مبارک میں ہدایت و رہنمائی کی لہریں اٹھیں اور بادشاہ حقیقت شناس نے
بہجور ہو کر منصب پیشوائی اختیار کرنا مقرر کیا اور ہدایت کا دروازہ ہر خاص و عام پر وا کر کے
حقیقت طلب دانشمندیوں کو سیراب فرمائے گئے،

اکبر بادشاہ اُمّی تھا مگر اس کی ذورین نگاہوں، سیاسی بصیرت، معاملہ فہمی اور بیدار ذہن نے
وقت کے تقاضے کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا اور مغلیہ سلطنت کی جڑوں کو ہندوستان کی سرزمین میں مضبوط
کرنے کی دلی خواہش لے اُسے اس بات پر مجبور کر دیا کہ وہ اُن تمام باتوں کو دور کرے جو اس مقصد کی تکمیل میں
جامل ہو سکتی تھیں۔ اور وہ اس بات کو اچھی طرح سے جانتا تھا کہ اگر مذہبی اختلافات باقی رہے تو اس کی حکومت
کا شیرازہ ایک ہر ایک دن بکھر جائے گا۔ لہذا اُس نے خاص طور پر مذہبی اختلافات کو دور کرنے کی
طرف پوری توجہ سے کام لیا۔ علاوہ ازیں اکبر کو اپنے دادا ہر بادشاہ کی وہ عیبتیں بھی یاد تھیں جو اُس کے
باپ کو درد نے میں ملی تھیں۔ ہاں بادشاہ نے ہاتھوں کو ذیل کی وصیتیں کی تھیں :-

۱۔ ہم ہمیں اپنے دماغ کو مذہبی تعصب سے متاثر نہیں ہونے دینا چاہئے۔ بلا تعصب انصاف کرنا
چاہئے اور ساتھ ساتھ ہر ایک طبقہ کے لوگوں کے مذہبی رسم و رواج کو بولبول خیال رکھنا چاہئے۔

۲۔ خاص طور پر لو کشی سے باز رہ کرنا جو ہمیں ہندوستان کے لوگوں پر قبضہ کرنے میں معاون اور مددگار
ہو گی اور اس طرح ہم اس سرزمین کے لوگوں کو شک و گمان کے رشتہ سے باندھ دو گے۔

۳۔ ہمیں کسی فرقے کی عبادت گاہوں کو کبھی ہمارا درد نہ ہاں نہیں کرنا چاہئے اور ہمیشہ انصاف پسند رہنا
اگر بادشاہ اور اس کی رعایا کے درمیان خوشگوار تعلقات رہیں اور جس سے ملک میں اطمینان اور اس کا
دلی ہلا ہو۔

۱۱۔ ابوالفضل دارود کو جرمِ جہ اول، حصہ اول ۱۹۳۸ء - ۱۹۳۹ء - ۱۹۴۰ء - ۱۹۴۱ء - ۱۹۴۲ء - ۱۹۴۳ء - ۱۹۴۴ء - ۱۹۴۵ء - ۱۹۴۶ء - ۱۹۴۷ء - ۱۹۴۸ء - ۱۹۴۹ء - ۱۹۵۰ء - ۱۹۵۱ء - ۱۹۵۲ء - ۱۹۵۳ء - ۱۹۵۴ء - ۱۹۵۵ء - ۱۹۵۶ء - ۱۹۵۷ء - ۱۹۵۸ء - ۱۹۵۹ء - ۱۹۶۰ء - ۱۹۶۱ء - ۱۹۶۲ء - ۱۹۶۳ء - ۱۹۶۴ء - ۱۹۶۵ء - ۱۹۶۶ء - ۱۹۶۷ء - ۱۹۶۸ء - ۱۹۶۹ء - ۱۹۷۰ء - ۱۹۷۱ء - ۱۹۷۲ء - ۱۹۷۳ء - ۱۹۷۴ء - ۱۹۷۵ء - ۱۹۷۶ء - ۱۹۷۷ء - ۱۹۷۸ء - ۱۹۷۹ء - ۱۹۸۰ء - ۱۹۸۱ء - ۱۹۸۲ء - ۱۹۸۳ء - ۱۹۸۴ء - ۱۹۸۵ء - ۱۹۸۶ء - ۱۹۸۷ء - ۱۹۸۸ء - ۱۹۸۹ء - ۱۹۹۰ء - ۱۹۹۱ء - ۱۹۹۲ء - ۱۹۹۳ء - ۱۹۹۴ء - ۱۹۹۵ء - ۱۹۹۶ء - ۱۹۹۷ء - ۱۹۹۸ء - ۱۹۹۹ء - ۲۰۰۰ء - ۲۰۰۱ء - ۲۰۰۲ء - ۲۰۰۳ء - ۲۰۰۴ء - ۲۰۰۵ء - ۲۰۰۶ء - ۲۰۰۷ء - ۲۰۰۸ء - ۲۰۰۹ء - ۲۰۱۰ء - ۲۰۱۱ء - ۲۰۱۲ء - ۲۰۱۳ء - ۲۰۱۴ء - ۲۰۱۵ء - ۲۰۱۶ء - ۲۰۱۷ء - ۲۰۱۸ء - ۲۰۱۹ء - ۲۰۲۰ء - ۲۰۲۱ء - ۲۰۲۲ء - ۲۰۲۳ء - ۲۰۲۴ء - ۲۰۲۵ء - ۲۰۲۶ء - ۲۰۲۷ء - ۲۰۲۸ء - ۲۰۲۹ء - ۲۰۳۰ء - ۲۰۳۱ء - ۲۰۳۲ء - ۲۰۳۳ء - ۲۰۳۴ء - ۲۰۳۵ء - ۲۰۳۶ء - ۲۰۳۷ء - ۲۰۳۸ء - ۲۰۳۹ء - ۲۰۴۰ء - ۲۰۴۱ء - ۲۰۴۲ء - ۲۰۴۳ء - ۲۰۴۴ء - ۲۰۴۵ء - ۲۰۴۶ء - ۲۰۴۷ء - ۲۰۴۸ء - ۲۰۴۹ء - ۲۰۵۰ء - ۲۰۵۱ء - ۲۰۵۲ء - ۲۰۵۳ء - ۲۰۵۴ء - ۲۰۵۵ء - ۲۰۵۶ء - ۲۰۵۷ء - ۲۰۵۸ء - ۲۰۵۹ء - ۲۰۶۰ء - ۲۰۶۱ء - ۲۰۶۲ء - ۲۰۶۳ء - ۲۰۶۴ء - ۲۰۶۵ء - ۲۰۶۶ء - ۲۰۶۷ء - ۲۰۶۸ء - ۲۰۶۹ء - ۲۰۷۰ء - ۲۰۷۱ء - ۲۰۷۲ء - ۲۰۷۳ء - ۲۰۷۴ء - ۲۰۷۵ء - ۲۰۷۶ء - ۲۰۷۷ء - ۲۰۷۸ء - ۲۰۷۹ء - ۲۰۸۰ء - ۲۰۸۱ء - ۲۰۸۲ء - ۲۰۸۳ء - ۲۰۸۴ء - ۲۰۸۵ء - ۲۰۸۶ء - ۲۰۸۷ء - ۲۰۸۸ء - ۲۰۸۹ء - ۲۰۹۰ء - ۲۰۹۱ء - ۲۰۹۲ء - ۲۰۹۳ء - ۲۰۹۴ء - ۲۰۹۵ء - ۲۰۹۶ء - ۲۰۹۷ء - ۲۰۹۸ء - ۲۰۹۹ء - ۲۱۰۰ء - ۲۱۰۱ء - ۲۱۰۲ء - ۲۱۰۳ء - ۲۱۰۴ء - ۲۱۰۵ء - ۲۱۰۶ء - ۲۱۰۷ء - ۲۱۰۸ء - ۲۱۰۹ء - ۲۱۱۰ء - ۲۱۱۱ء - ۲۱۱۲ء - ۲۱۱۳ء - ۲۱۱۴ء - ۲۱۱۵ء - ۲۱۱۶ء - ۲۱۱۷ء - ۲۱۱۸ء - ۲۱۱۹ء - ۲۱۲۰ء - ۲۱۲۱ء - ۲۱۲۲ء - ۲۱۲۳ء - ۲۱۲۴ء - ۲۱۲۵ء - ۲۱۲۶ء - ۲۱۲۷ء - ۲۱۲۸ء - ۲۱۲۹ء - ۲۱۳۰ء - ۲۱۳۱ء - ۲۱۳۲ء - ۲۱۳۳ء - ۲۱۳۴ء - ۲۱۳۵ء - ۲۱۳۶ء - ۲۱۳۷ء - ۲۱۳۸ء - ۲۱۳۹ء - ۲۱۴۰ء - ۲۱۴۱ء - ۲۱۴۲ء - ۲۱۴۳ء - ۲۱۴۴ء - ۲۱۴۵ء - ۲۱۴۶ء - ۲۱۴۷ء - ۲۱۴۸ء - ۲۱۴۹ء - ۲۱۵۰ء - ۲۱۵۱ء - ۲۱۵۲ء - ۲۱۵۳ء - ۲۱۵۴ء - ۲۱۵۵ء - ۲۱۵۶ء - ۲۱۵۷ء - ۲۱۵۸ء - ۲۱۵۹ء - ۲۱۶۰ء - ۲۱۶۱ء - ۲۱۶۲ء - ۲۱۶۳ء - ۲۱۶۴ء - ۲۱۶۵ء - ۲۱۶۶ء - ۲۱۶۷ء - ۲۱۶۸ء - ۲۱۶۹ء - ۲۱۷۰ء - ۲۱۷۱ء - ۲۱۷۲ء - ۲۱۷۳ء - ۲۱۷۴ء - ۲۱۷۵ء - ۲۱۷۶ء - ۲۱۷۷ء - ۲۱۷۸ء - ۲۱۷۹ء - ۲۱۸۰ء - ۲۱۸۱ء - ۲۱۸۲ء - ۲۱۸۳ء - ۲۱۸۴ء - ۲۱۸۵ء - ۲۱۸۶ء - ۲۱۸۷ء - ۲۱۸۸ء - ۲۱۸۹ء - ۲۱۹۰ء - ۲۱۹۱ء - ۲۱۹۲ء - ۲۱۹۳ء - ۲۱۹۴ء - ۲۱۹۵ء - ۲۱۹۶ء - ۲۱۹۷ء - ۲۱۹۸ء - ۲۱۹۹ء - ۲۲۰۰ء - ۲۲۰۱ء - ۲۲۰۲ء - ۲۲۰۳ء - ۲۲۰۴ء - ۲۲۰۵ء - ۲۲۰۶ء - ۲۲۰۷ء - ۲۲۰۸ء - ۲۲۰۹ء - ۲۲۱۰ء - ۲۲۱۱ء - ۲۲۱۲ء - ۲۲۱۳ء - ۲۲۱۴ء - ۲۲۱۵ء - ۲۲۱۶ء - ۲۲۱۷ء - ۲۲۱۸ء - ۲۲۱۹ء - ۲۲۲۰ء - ۲۲۲۱ء - ۲۲۲۲ء - ۲۲۲۳ء - ۲۲۲۴ء - ۲۲۲۵ء - ۲۲۲۶ء - ۲۲۲۷ء - ۲۲۲۸ء - ۲۲۲۹ء - ۲۲۳۰ء - ۲۲۳۱ء - ۲۲۳۲ء - ۲۲۳۳ء - ۲۲۳۴ء - ۲۲۳۵ء - ۲۲۳۶ء - ۲۲۳۷ء - ۲۲۳۸ء - ۲۲۳۹ء - ۲۲۴۰ء - ۲۲۴۱ء - ۲۲۴۲ء - ۲۲۴۳ء - ۲۲۴۴ء - ۲۲۴۵ء - ۲۲۴۶ء - ۲۲۴۷ء - ۲۲۴۸ء - ۲۲۴۹ء - ۲۲۵۰ء - ۲۲۵۱ء - ۲۲۵۲ء - ۲۲۵۳ء - ۲۲۵۴ء - ۲۲۵۵ء - ۲۲۵۶ء - ۲۲۵۷ء - ۲۲۵۸ء - ۲۲۵۹ء - ۲۲۶۰ء - ۲۲۶۱ء - ۲۲۶۲ء - ۲۲۶۳ء - ۲۲۶۴ء - ۲۲۶۵ء - ۲۲۶۶ء - ۲۲۶۷ء - ۲۲۶۸ء - ۲۲۶۹ء - ۲۲۷۰ء - ۲۲۷۱ء - ۲۲۷۲ء - ۲۲۷۳ء - ۲۲۷۴ء - ۲۲۷۵ء - ۲۲۷۶ء - ۲۲۷۷ء - ۲۲۷۸ء - ۲۲۷۹ء - ۲۲۸۰ء - ۲۲۸۱ء - ۲۲۸۲ء - ۲۲۸۳ء - ۲۲۸۴ء - ۲۲۸۵ء - ۲۲۸۶ء - ۲۲۸۷ء - ۲۲۸۸ء - ۲۲۸۹ء - ۲۲۹۰ء - ۲۲۹۱ء - ۲۲۹۲ء - ۲۲۹۳ء - ۲۲۹۴ء - ۲۲۹۵ء - ۲۲۹۶ء - ۲۲۹۷ء - ۲۲۹۸ء - ۲۲۹۹ء - ۲۳۰۰ء - ۲۳۰۱ء - ۲۳۰۲ء - ۲۳۰۳ء - ۲۳۰۴ء - ۲۳۰۵ء - ۲۳۰۶ء - ۲۳۰۷ء - ۲۳۰۸ء - ۲۳۰۹ء - ۲۳۱۰ء - ۲۳۱۱ء - ۲۳۱۲ء - ۲۳۱۳ء - ۲۳۱۴ء - ۲۳۱۵ء - ۲۳۱۶ء - ۲۳۱۷ء - ۲۳۱۸ء - ۲۳۱۹ء - ۲۳۲۰ء - ۲۳۲۱ء - ۲۳۲۲ء - ۲۳۲۳ء - ۲۳۲۴ء - ۲۳۲۵ء - ۲۳۲۶ء - ۲۳۲۷ء - ۲۳۲۸ء - ۲۳۲۹ء - ۲۳۳۰ء - ۲۳۳۱ء - ۲۳۳۲ء - ۲۳۳۳ء - ۲۳۳۴ء - ۲۳۳۵ء - ۲۳۳۶ء - ۲۳۳۷ء - ۲۳۳۸ء - ۲۳۳۹ء - ۲۳۴۰ء - ۲۳۴۱ء - ۲۳۴۲ء - ۲۳۴۳ء - ۲۳۴۴ء - ۲۳۴۵ء - ۲۳۴۶ء - ۲۳۴۷ء - ۲۳۴۸ء - ۲۳۴۹ء - ۲۳۵۰ء - ۲۳۵۱ء - ۲۳۵۲ء - ۲۳۵۳ء - ۲۳۵۴ء - ۲۳۵۵ء - ۲۳۵۶ء - ۲۳۵۷ء - ۲۳۵۸ء - ۲۳۵۹ء - ۲۳۶۰ء - ۲۳۶۱ء - ۲۳۶۲ء - ۲۳۶۳ء - ۲۳۶۴ء - ۲۳۶۵ء - ۲۳۶۶ء - ۲۳۶۷ء - ۲۳۶۸ء - ۲۳۶۹ء - ۲۳۷۰ء - ۲۳۷۱ء - ۲۳۷۲ء - ۲۳۷۳ء - ۲۳۷۴ء - ۲۳۷۵ء - ۲۳۷۶ء - ۲۳۷۷ء - ۲۳۷۸ء - ۲۳۷۹ء - ۲۳۸۰ء - ۲۳۸۱ء - ۲۳۸۲ء - ۲۳۸۳ء - ۲۳۸۴ء - ۲۳۸۵ء - ۲۳۸۶ء - ۲۳۸۷ء - ۲۳۸۸ء - ۲۳۸۹ء - ۲۳۹۰ء - ۲۳۹۱ء - ۲۳۹۲ء - ۲۳۹۳ء - ۲۳۹۴ء - ۲۳۹۵ء - ۲۳۹۶ء - ۲۳۹۷ء - ۲۳۹۸ء - ۲۳۹۹ء - ۲۴۰۰ء - ۲۴۰۱ء - ۲۴۰۲ء - ۲۴۰۳ء - ۲۴۰۴ء - ۲۴۰۵ء - ۲۴۰۶ء - ۲۴۰۷ء - ۲۴۰۸ء - ۲۴۰۹ء - ۲۴۱۰ء - ۲۴۱۱ء - ۲۴۱۲ء - ۲۴۱۳ء - ۲۴۱۴ء - ۲۴۱۵ء - ۲۴۱۶ء - ۲۴۱۷ء - ۲۴۱۸ء - ۲۴۱۹ء - ۲۴۲۰ء - ۲۴۲۱ء - ۲۴۲۲ء - ۲۴۲۳ء - ۲۴۲۴ء - ۲۴۲۵ء - ۲۴۲۶ء - ۲۴۲۷ء - ۲۴۲۸ء - ۲۴۲۹ء - ۲۴۳۰ء - ۲۴۳۱ء - ۲۴۳۲ء - ۲۴۳۳ء - ۲۴۳۴ء - ۲۴۳۵ء - ۲۴۳۶ء - ۲۴۳۷ء - ۲۴۳۸ء - ۲۴۳۹ء - ۲۴۴۰ء - ۲۴۴۱ء - ۲۴۴۲ء - ۲۴۴۳ء - ۲۴۴۴ء - ۲۴۴۵ء - ۲۴۴۶ء - ۲۴۴۷ء - ۲۴۴۸ء - ۲۴۴۹ء - ۲۴۵۰ء - ۲۴۵۱ء - ۲۴۵۲ء - ۲۴۵۳ء - ۲۴۵۴ء - ۲۴۵۵ء - ۲۴۵۶ء - ۲۴۵۷ء - ۲۴۵۸ء - ۲۴۵۹ء - ۲۴۶۰ء - ۲۴۶۱ء - ۲۴۶۲ء - ۲۴۶۳ء - ۲۴۶۴ء - ۲۴۶۵ء - ۲۴۶۶ء - ۲۴۶۷ء - ۲۴۶۸ء - ۲۴۶۹ء - ۲۴۷۰ء - ۲۴۷۱ء - ۲۴۷۲ء - ۲۴۷۳ء - ۲۴۷۴ء - ۲۴۷۵ء - ۲۴۷۶ء - ۲۴۷۷ء - ۲۴۷۸ء - ۲۴۷۹ء - ۲۴۸۰ء - ۲۴۸۱ء - ۲۴۸۲ء - ۲۴۸۳ء - ۲۴۸۴ء - ۲۴۸۵ء - ۲۴۸۶ء - ۲۴۸۷ء - ۲۴۸۸ء - ۲۴۸۹ء - ۲۴۹۰ء - ۲۴۹۱ء - ۲۴۹۲ء - ۲۴۹۳ء - ۲۴۹۴ء - ۲۴۹۵ء - ۲۴۹۶ء - ۲۴۹۷ء - ۲۴۹۸ء - ۲۴۹۹ء - ۲۵۰۰ء - ۲۵۰۱ء - ۲۵۰۲ء - ۲۵۰۳ء - ۲۵۰۴ء - ۲۵۰۵ء - ۲۵۰۶ء - ۲۵۰۷ء - ۲۵۰۸ء - ۲۵۰۹ء - ۲۵۱۰ء - ۲۵۱۱ء - ۲۵۱۲ء - ۲۵۱۳ء - ۲۵۱۴ء - ۲۵۱۵ء - ۲۵۱۶ء - ۲۵۱۷ء - ۲۵۱۸ء - ۲۵۱۹ء - ۲۵۲۰ء - ۲۵۲۱ء - ۲۵۲۲ء - ۲۵۲۳ء - ۲۵۲۴ء - ۲۵۲۵ء - ۲۵۲۶ء - ۲۵۲۷ء - ۲۵۲۸ء - ۲۵۲۹ء - ۲۵۳۰ء - ۲۵۳۱ء - ۲۵۳۲ء - ۲۵۳۳ء - ۲۵۳۴ء - ۲۵۳۵ء - ۲۵۳۶ء - ۲۵۳۷ء - ۲۵۳۸ء - ۲۵۳۹ء - ۲۵۴۰ء - ۲۵۴۱ء - ۲۵۴۲ء - ۲۵۴۳ء - ۲۵۴۴ء - ۲۵۴۵ء - ۲۵۴۶ء - ۲۵۴۷ء - ۲۵۴۸ء - ۲۵۴۹ء - ۲۵۵۰ء - ۲۵۵۱ء - ۲۵۵۲ء - ۲۵۵۳ء - ۲۵۵۴ء - ۲۵۵۵ء - ۲۵۵۶ء - ۲۵۵۷ء - ۲۵۵۸ء - ۲۵۵۹ء - ۲۵۶۰ء - ۲۵۶۱ء - ۲۵۶۲ء - ۲۵۶۳ء - ۲۵۶۴ء - ۲۵۶۵ء - ۲۵۶۶ء - ۲۵۶۷ء - ۲۵۶۸ء - ۲۵۶۹ء - ۲۵۷۰ء - ۲۵۷۱ء - ۲۵۷۲ء - ۲۵۷۳ء - ۲۵۷۴ء - ۲۵۷۵ء - ۲۵۷۶ء - ۲۵۷۷ء - ۲۵۷۸ء - ۲۵۷۹ء - ۲۵۸۰ء - ۲۵۸۱ء - ۲۵۸۲ء - ۲۵۸۳ء - ۲۵۸۴ء - ۲۵۸۵ء - ۲۵۸۶ء - ۲۵۸۷ء - ۲۵۸۸ء - ۲۵۸۹ء - ۲۵۹۰ء - ۲۵۹۱ء - ۲۵۹۲ء - ۲۵۹۳ء - ۲۵۹۴ء - ۲۵۹۵ء - ۲۵۹۶ء - ۲۵۹۷ء - ۲۵۹۸ء - ۲۵۹۹ء - ۲۶۰۰ء - ۲۶۰۱ء - ۲۶۰۲ء - ۲۶۰۳ء - ۲۶۰۴ء - ۲۶۰۵ء - ۲۶۰۶ء - ۲۶۰۷ء - ۲۶۰۸ء - ۲۶۰۹ء - ۲۶۱۰ء - ۲۶۱۱ء - ۲۶۱۲ء - ۲۶۱۳ء - ۲۶۱۴ء - ۲۶۱۵ء - ۲۶۱۶ء - ۲۶۱۷ء - ۲۶۱۸ء - ۲۶۱۹ء - ۲۶۲۰ء - ۲۶۲۱ء - ۲۶۲۲ء - ۲۶۲۳ء - ۲۶۲۴ء - ۲۶۲۵ء - ۲۶۲۶ء - ۲۶۲۷ء - ۲۶۲۸ء - ۲۶۲۹ء - ۲۶۳۰ء - ۲۶۳۱ء - ۲۶۳۲ء - ۲۶۳۳ء - ۲۶۳۴ء - ۲۶۳۵ء - ۲۶۳۶ء - ۲۶۳۷ء - ۲۶۳۸ء - ۲۶۳۹ء - ۲۶۴۰ء - ۲۶۴۱ء - ۲۶۴۲ء - ۲۶۴۳ء - ۲۶۴۴ء - ۲۶۴۵ء - ۲۶۴۶ء - ۲۶۴۷ء - ۲۶۴۸ء - ۲۶۴۹ء - ۲۶۵۰ء - ۲۶۵۱ء - ۲۶۵۲ء - ۲۶۵۳ء - ۲۶۵۴ء - ۲۶۵۵ء - ۲۶۵۶ء - ۲۶۵۷ء - ۲۶۵۸ء - ۲۶۵۹ء - ۲۶۶۰ء - ۲۶۶۱ء - ۲۶۶۲ء - ۲۶۶۳ء - ۲۶۶۴ء - ۲۶۶۵ء - ۲۶۶۶ء - ۲۶۶۷ء - ۲۶۶۸ء - ۲۶۶۹ء - ۲۶۷۰ء - ۲۶۷۱ء - ۲۶۷۲ء - ۲۶۷۳ء - ۲۶۷۴ء - ۲۶۷۵ء - ۲۶۷۶ء - ۲۶۷۷ء - ۲۶۷۸ء - ۲۶۷۹ء - ۲۶۸۰ء - ۲۶۸۱ء - ۲۶۸۲ء - ۲۶۸۳ء - ۲۶۸۴ء - ۲۶۸۵ء - ۲۶۸۶ء - ۲۶۸۷ء - ۲۶۸۸ء - ۲۶۸۹ء - ۲۶۹۰ء - ۲۶۹۱ء - ۲۶۹۲ء - ۲۶۹۳ء - ۲۶۹۴ء - ۲۶۹۵ء - ۲۶۹۶ء - ۲۶۹۷ء - ۲۶۹۸ء - ۲۶۹۹ء - ۲۷۰۰ء - ۲۷۰۱ء - ۲۷۰۲ء - ۲۷۰۳ء - ۲۷۰۴ء - ۲۷۰۵ء - ۲۷۰۶ء - ۲۷۰۷ء - ۲۷۰۸ء - ۲۷۰۹ء - ۲۷۱۰ء - ۲۷۱۱ء - ۲۷۱۲ء - ۲۷۱۳ء - ۲۷۱۴ء - ۲۷۱۵ء - ۲۷۱۶ء - ۲۷۱۷ء - ۲۷۱۸ء - ۲۷۱۹ء - ۲۷۲۰ء - ۲۷۲۱ء - ۲۷۲۲ء - ۲۷۲۳ء - ۲۷۲۴ء - ۲۷۲۵ء - ۲۷۲۶ء - ۲۷۲۷ء - ۲۷۲۸ء - ۲۷۲۹ء - ۲۷۳۰ء - ۲۷۳۱ء - ۲۷۳۲ء - ۲۷۳۳ء - ۲۷۳۴ء - ۲۷۳۵ء - ۲۷۳۶ء - ۲۷۳۷ء - ۲۷۳۸ء - ۲۷۳۹ء - ۲۷۴۰ء - ۲۷۴۱ء - ۲۷۴۲ء - ۲۷۴۳ء - ۲۷۴۴ء - ۲۷۴۵ء - ۲۷۴۶ء - ۲۷۴۷ء - ۲۷۴۸ء - ۲۷۴۹ء - ۲۷۵۰ء - ۲۷۵۱ء - ۲۷۵۲ء - ۲۷۵۳ء - ۲۷۵۴ء - ۲۷۵۵ء - ۲۷۵۶ء - ۲۷۵۷ء - ۲۷۵۸ء - ۲۷۵۹ء - ۲۷۶۰ء - ۲۷۶۱ء - ۲۷۶۲ء - ۲۷۶۳ء - ۲۷۶۴ء - ۲۷۶۵ء - ۲۷۶۶ء - ۲۷۶۷ء - ۲۷۶۸ء - ۲۷۶۹ء - ۲۷۷۰ء - ۲۷۷۱ء - ۲۷۷۲ء - ۲۷۷۳ء - ۲۷۷۴ء - ۲۷۷۵ء - ۲۷۷۶ء - ۲۷۷۷ء - ۲۷۷۸ء - ۲۷۷۹ء - ۲۷۸۰ء - ۲۷۸۱ء - ۲۷۸۲ء - ۲۷۸۳ء - ۲۷۸۴ء - ۲۷۸۵ء - ۲۷۸۶ء - ۲۷۸۷ء - ۲۷۸۸ء - ۲۷۸۹ء - ۲۷۹۰ء - ۲۷۹۱ء - ۲۷۹۲ء - ۲۷۹۳ء - ۲۷۹۴ء - ۲۷۹۵ء - ۲۷۹۶ء - ۲۷۹۷ء - ۲۷۹۸ء - ۲۷۹۹ء - ۲۸۰۰ء - ۲۸۰۱ء - ۲۸۰۲ء - ۲۸۰۳ء - ۲۸۰۴ء - ۲۸۰۵ء - ۲۸۰۶ء - ۲۸۰۷ء - ۲۸۰۸ء - ۲۸۰۹ء - ۲۸۱۰ء - ۲۸۱۱ء - ۲۸۱۲ء - ۲۸۱۳ء - ۲۸۱۴ء - ۲۸۱۵ء - ۲۸۱۶ء - ۲۸۱۷ء - ۲۸۱۸ء - ۲۸۱۹ء - ۲۸۲۰ء - ۲۸۲۱ء - ۲۸۲۲ء - ۲۸۲۳ء - ۲۸۲۴ء - ۲۸۲۵ء - ۲۸۲۶ء - ۲۸۲۷ء - ۲۸۲۸ء - ۲۸۲۹ء - ۲۸۳۰ء - ۲۸۳۱ء - ۲۸۳۲ء - ۲۸۳۳ء - ۲۸۳۴ء - ۲۸۳۵ء - ۲۸۳۶ء - ۲۸۳۷ء - ۲۸۳۸ء - ۲۸۳۹ء - ۲۸۴۰ء - ۲۸۴۱ء - ۲۸۴۲ء - ۲۸۴۳ء - ۲۸۴۴ء - ۲۸۴۵ء - ۲۸۴۶ء - ۲۸۴۷ء - ۲۸۴۸ء - ۲۸۴۹ء - ۲۸۵۰ء - ۲۸۵۱ء - ۲۸۵۲ء - ۲۸۵۳ء - ۲۸۵۴ء - ۲۸۵۵ء - ۲۸۵۶ء - ۲۸۵۷ء - ۲۸۵۸ء - ۲۸۵۹ء - ۲۸۶۰ء - ۲۸۶۱ء - ۲۸۶۲ء - ۲۸۶۳ء - ۲۸۶۴ء - ۲۸۶۵ء - ۲۸۶۶ء - ۲۸۶۷ء - ۲۸۶۸ء - ۲۸۶۹ء - ۲۸۷۰ء - ۲۸۷۱ء - ۲۸۷۲ء - ۲۸۷۳ء - ۲۸۷۴ء - ۲۸۷۵ء - ۲۸۷۶ء - ۲۸۷۷ء - ۲۸۷۸ء - ۲۸۷۹ء - ۲۸۸۰ء - ۲۸۸۱ء - ۲۸۸۲ء - ۲۸۸۳ء - ۲۸۸۴ء - ۲۸۸۵ء - ۲۸۸۶ء - ۲۸۸۷ء - ۲۸۸۸ء - ۲۸۸۹ء - ۲۸۹۰ء - ۲۸۹۱ء - ۲۸۹۲ء - ۲۸۹۳ء - ۲۸۹۴ء - ۲۸۹۵ء - ۲۸۹۶ء - ۲۸۹۷ء - ۲۸۹۸ء - ۲۸۹۹ء - ۲۹۰۰ء - ۲۹۰۱ء - ۲۹۰۲ء - ۲۹۰۳ء - ۲۹۰۴ء - ۲۹۰۵ء - ۲۹۰۶ء - ۲۹۰۷ء - ۲۹۰۸ء - ۲۹۰۹ء - ۲۹۱۰ء - ۲۹۱۱ء - ۲۹۱۲ء - ۲۹۱۳ء - ۲۹۱۴ء - ۲۹۱۵ء - ۲۹۱۶ء - ۲۹۱۷ء - ۲۹۱۸ء - ۲۹۱۹ء - ۲۹۲۰ء - ۲۹۲۱ء - ۲۹۲۲ء - ۲۹۲۳ء - ۲۹۲۴ء - ۲۹۲۵ء - ۲۹۲۶ء - ۲۹۲۷ء - ۲۹۲۸ء - ۲۹۲۹ء - ۲۹۳۰ء - ۲۹۳۱ء - ۲۹۳۲ء - ۲۹۳۳ء - ۲۹۳۴ء - ۲۹۳۵ء - ۲۹۳۶ء - ۲۹۳۷ء - ۲۹۳۸ء - ۲۹۳۹ء - ۲۹۴۰ء - ۲۹۴۱ء - ۲۹۴۲ء - ۲۹۴۳ء - ۲۹۴۴ء - ۲۹۴۵ء - ۲۹۴۶ء - ۲۹۴۷ء - ۲۹۴۸ء - ۲۹۴۹ء - ۲۹۵۰ء - ۲۹۵۱ء - ۲۹۵۲ء - ۲۹۵۳ء - ۲۹۵۴ء - ۲۹۵۵ء - ۲۹۵۶ء - ۲۹۵۷ء - ۲۹۵۸ء - ۲۹۵۹ء - ۲۹۶۰ء - ۲۹۶۱ء - ۲۹۶۲ء - ۲۹۶۳ء - ۲۹۶۴ء - ۲۹۶۵ء - ۲۹۶۶ء - ۲۹۶۷ء - ۲۹۶۸ء - ۲۹۶۹ء - ۲۹۷۰ء - ۲۹۷۱

۴۔ اشاعت اسلام کا کام ظلم اور سختی کے بجائے محبت اور عہد و پیمان سے بخوبی چلے گا۔

۵۔ اپنی رعایا کی مختلف خصوصیات کا اس طرح خیال رکھیں کہ ایک سال کے مختلف موسموں کا تناسب
سما کی جسم مرض سے بڑی سہ ہے۔

اسے میرے بیٹے، ہندوستان میں مختلف مذاہب کے لوگ رہتے ہیں اور یہ خدا کی فکر گذاری کی بات ہے کہ بادشاہوں کے بادشاہ نے اس ملک کی حکومت تمہارے سپرد کی ہے۔
یہاں بھی نصیحتوں کا نتیجہ تھا کہ پہلے بادشاہ نے رائی کرنا و ق کی بھیجی ہوئی رائی قبول کر لی تھی۔ یہ رشتہ
آہستہ آہستہ اتنا مضبوط ہو گیا کہ سلاطین دہلی کی طرح مغلوں نے بھی ہندوستان کو اپنا وطن اور وطن کو اپنا
گھر بنا لیا تھا۔

اکبر بادشاہ نے اس رشتہ اتحاد اور یگانگت کو متواتر کرنے اور مستقل بنیادوں پر قائم کرنے کی بات
کوشش شروع کی اپنی رعایا کے مذہبی اور سماجی اختلافات اور تفریق کو نظر انداز کر کے اس نے ملک کے
تمام باشندوں کے لئے سرکاری نوکریوں کا دروازہ کھول دیا اور تمام مذاہب کے لوگوں کو ایک رشتہ تھا
اور اذیت میں منسلک کر دیا اور ہندوستان کی مذہبی اور سماجی تحریک میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا
ابھی تک اس تحریک کے پیشوا اور علم بردار صوفی اور مشائخ ہندو و سادھو اور سنت تھے مگر اس کام
دیکھی لینا بادشاہ وقت نے بھی اپنا نصب العین بنالیا اور اس قیل سے اس تحریک کو بہت تقویت
ہوئی اور اس میں ایک نیا جوش و خروش پیدا ہو گیا۔ بہادر شاہ ظفر کے زمانے تک پہنچتے پہنچتے
کے محل اور دوسرے مسلمانوں میں ایران اور توران کے لہر سے نیا دھندوستانی خون جوش پیدا

۵۔ ۵۔ Theorem: The content in Gaudin (Bomelay) 9. 235

۵۔ الیہ المظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ ابن محمد اکبر شاہی بادشاہ عالم شاہی ۲۸۰ شہان
۵۔ باقی کے بلوں سے پیدا ہوئے۔ الیہ المظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ عالم شاہی ۲۸۰ شہان
۵۔ ۲۵۵ کو تخت پر بیٹھے۔ سرکاری کتب سے ایک لاکھ ساٹھ سو تالیفات ملتی ہیں۔ ۱۸۵۷ء کے غزوہ میں (جسے حاشیہ)

دوران کی سگت میں ہندوستانی سامراج کے تھے۔

اکبر بادشاہ نے ان تمام پابندیوں کو برطرف کر دیا جن سے مذہبی اختلافات کی بنا پر ہندوؤں کو ایک شہری کے حقوق سے محروم رکھا گیا تھا۔ مثلاً جو یہ معاف کر دیا گیا، انہیں مندر تعمیر کرانے اور ہاکس جوتن کے مذہبی رسوم کو ادا کرنے کی عام اجازت دے دی گئی اور اس طرح ہندوستانی رہا کو ایک شہری کے حقوق سے سرفراز کیا گیا۔ ہندو گھرانوں سے شادی بیاہ کا رشتہ قائم کر کے اکبر نے دونوں مذہبی گروہوں میں ایک دوسرے کے مذہب اور تہذیب کے احترام اور پسندیدگی کے جذبے کو پیدا کیا اور اس دلیوار کو جس نے محکم قوم کو سماجی علیحدگی میں مقید کر رکھا تھا، اگر ادیا۔ عمل کی ہندو رانیوں اور ان کی نوکرانیوں کو شاہی محل میں اپنے مذہبی عقائد پر عمل پیرا ہونے اور سماجی رسوم کو ادا کرنے کی پوری پوری آزادی دی گئی۔ اکبر بادشاہ ہندوؤں کے تہواروں میں بڑی دلچسپی لیتا تھا اور دربار میں بڑی دھوم دھام سے ان تہواروں کو مناتا تھا۔ ان باتوں سے ہندوؤں نے اکبر بادشاہ کو ایک اداکار روپ دیدیا اور ہندوؤں میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا جو اکبر کے درشن کے بنانہ تو کھانا کھاتا تھا اور نہ اپنا کوئی کام ہی شروع کرتا تھا۔ اس کی وفات کے بعد بھی وہ لوگ اس کے جانشینوں کی طرف ہی سابق طرز عمل رکھتے تھے۔

باقی

(بقیہ ماضیہ گذشتہ) انھوں نے بڑی دلچسپی لی تھی۔ اس سیم کی بنیاد اگر ہندوؤں نے انھیں جلا وطن کر کے رنگون بھیجا تھا۔ وہاں ۱۵۷۱ء میں ان کا انتقال ہوا اور وہیں ان کی قبر ہے۔ بہادر شاہ شاہجی تھے اور نظر تخلص کرتے تھے۔
ملاحظہ ہو بہادر شاہ ظفر اور ان کا عہد (آفاق کل) ستمبر ۱۹۳۳ء)

S.R. Sharma Religious Policy of the Mughals, P.P. 19-20 (حاشیہ مطرقتا)

S.R. Sharma: Religious Policy of the Mughals (برائے تفصیل ملاحظہ)

Mughals: pp. 24-25

Religious policy of the mughals: p. 43